السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں ایک مولانا ہیں، جن سے میں نے نماز کے تشہد میں دُرود پڑھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے اور دوسرے تشہد میں یعنی دونوں تشہد میں دُرود پڑھنا لازمی ہے۔ اوراس کا حوالہ انہوں نے نسائی جلد اول کے باب نورکعات وترکیسے پڑھتے ہیں وہاں سے دکھلایا۔ میں نے عملاً ایسا کرنا شروع کردیا، مگرچند ایام کے بعد دوسرے مولانا نے فرمایا کہ پہلے تشہد میں تو دُرود نہیں پڑھنا چاہیے، دلیل کے مطالبے پر انہوں نے مسند احمد کا حوالہ دیا اوروہ حدیث والا صفحہ فوٹو کاپی مجھے دے دیا۔ اب مجھے نہیں علم کہ وہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔ اس حدیث میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تشہد کو بیان کیا ہے۔
آپ برائے مہربانی فرماکر بتائیں کہ آیا یہ حدیث درست ہے یا صحیح ہے، یا پھر ضعیف ہے اوراس مسئلہ کا صحیح حل لکھ کر جلد از جلد روانہ کریں۔ میں مسند احمد کا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کی فوٹو کاپی والا صفحہ بھی آپ کو بھیج رہا ہوں۔ آپ اس کی صحت کے متعلق بھی ضرور تحریر فرمائیں۔
عن عبداللہ بن مسعود، قال: عَلَّمنی رسولُ اللہ ﷺ التَشَهُّدَ فی وسَطِ الصلاة وفی آخرھا۔ فکُنَّا نَحفَظُ عن عبداللہ حین أخبرنا أن رسول اللہ ﷺ عَلَّمه إیّاه، قال: فکان یقول إذا جلَسَ فی وَسَطِ الصَّلاة وفِی آخِرِهَا علی وَرِکِهِ الیُسری: ''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ'' قال: ثم إن کانَ فِی وَسَطِ الصلاة نَهَضَ، حین یَفرُغ مِن تَشَهُّدِهِ، وإن کانَ فِی آخرِهَا، دَعَا بعد تَشَهُّدِهِ بِمَا شَآءَ اللّٰہ أن یدعُو، ثم یُسَلِّمُ

[صحیح، وھذا إسنادہ حسن من أجل ابن إسحاق وھو محمد وقد صرح بالتحدیث، فانتفت شبھة تدلیسه، وباقی رجاله ثقات رجال الشیخین۔ یعقوب: ھو ابن ابراھیم بن سعد بن ابراھیم بن عبدالرحمن بن عوف وأخرجه ابن خزیمة (٧٠٢) و (٧٠٨) والطحاوی فی شرح معانی الآثار: ١ ٢٦٢ من طریق ابن اسحاق، بھذا الإسناد وقد سلف برقم (٣٦٦٢) من طریق الأعمش، عن شقیق، عن ابن مسعود]

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ نے مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کی فوٹو کاپی ارسال فرمائی۔ تو اس میں یہ الفاظ آئے ہیں:

«فَکُنَّا نَحْفَظُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ حِیْنَ أَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ إِیَّاهُ»

اہل علم جانتے ہیں کہ یہ اسود بن یزید نخعی رحمہ اللہ کا کلام ہے، اس کے بعد الفاظ ہیں:

((قَالَ: فَکَانَ یَقُوْلُ إِذَا جَلَسَ الخ))

تو اس عبارت میں کان، یقول اور جلس والی ضمیریں اگر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹائی جائیں تو سند متصل بنے گی، روایت صحیح ہوگی، مگر موقوف ہونے کی بناء پر دین میں حجت و دلیل نہیں بن سکتی۔ اور اگر یہ ضمیریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹائی جائیں تو روایت مرفوع ہوگی، مگر اسود بن یزید نخعی تابعی رحمہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنے کی بناء پر مرسل ہوگی اور مرسل روایت صحیح قول کے مطابق حجت نہیں ہوتی، ضعیف و کمزور ہوتی ہے۔ تو دونوں صورتوں میں یہ روایت درمیانے قعدے میں دُرود نہ پڑھنے کی دلیل نہیں بنتی۔
صحیح ابن خزیمہ کی بطریق عبدالأعلیٰ اسی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ مندرجہ بالا دو تفسیروں میں سے پہلی تفسیر درست ہے اور یہ روایت موقوف ہے۔ چنانچہ صحیح ابن خزیمہ کی بطریق عبدالأعلی روایت کے الفاظ ہیں:

((عَنْ أَبِیْهِ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِی الصَّلَاةِ قَالَ: کُنَّا نَحْفَظُهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ کَمَا نَحْفَظُ حُرُوْفَ الْقُرْآنِ الواو والألف، فَإِذَا جَلَسَ عَلٰی وَرِکِهِ الْیُسْرٰی قَالَ: اَلتَّحِیَّاتُ الخ)) [١ ٣٤٨ ٧٠٢]
پھر اس روایت کو درمیانے قعدے میں دُرود نہ پڑھنے کی دلیل بنایا جائے، تو یہ آخری قعدے میں دُرود نہ پڑھنے کی بھی دلیل بنے گی، کیونکہ اس کے آخر میں یہ عبارت بھی موجود ہے:

((وَإِنْ کَانَ فِیْ آخِرِهَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُّدِهِ بِمَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ یَّدْعُوَ ثُمَّ یُسَلِّمُ)) واللہ اعلم
احادیث میں دُرود کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے یا سنت؟ جمہور علمائے کرام اسے سنت سمجھتے ہیں۔ اور امام شافعی اور بہت سے علماء واجب۔ ان کے نزدیک پہلے تشہد میں بھی دُرود پڑھنے کی وہی حیثیت ہے، جو آخری تشہد میں پڑھنے کی ہے۔ تاہم اس سے یہ واضح ہے کہ پہلے تشہد میں دُرود پڑھنا یقیناً مستحب عمل ہے۔ اس کے لیے مختصر دلائل ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دلیل یہ ہے کہ مسند احمد میں صحیح سند سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر سلام کس طرح پڑھنا ہے؟ یہ تو ہم نے جان لیا (کہ ہم تشہد میں ((اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ)) پڑھتے ہیں۔) لیکن جب ہم نماز میں ہوں تو آپؐ پر درود کس طرح پڑھیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درودِ ابراہیمی کی تلقین فرمائی۔ [الفتح الربانی، ج: ٤، ص: ٢٠، ٢١] مسند احمد کے علاوہ یہ روایت صحیح ابن حبان، سنن کبریٰ، بیہقی، مستدرک حاکم، ابن خزیمہ میں بھی ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ جس طرح سلام نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ یعنی تشہد میں اسی طرح یہ سوال بھی نماز کے اندر درود پڑھنے سے متعلق تھا؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سلام کے ساتھ درود بھی پڑھنا چاہیے۔ اور اس کا مقام تشہد ہے۔ اور حدیث میں یہ عام ہے، اسے پہلے یا دوسرے تشہد کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا ہے۔ جس سے یہ استدلال کرنا صحیح ہے کہ (پہلے اور دوسرے) دونوں تشہد میں جہاں

سلام پڑھا جاتا ہے ۔ وہاں درود بھی پڑھا جائے ۔ اورجن روایات میں تشہد اول کا بغیر درود کے ذکر ہے ، انہیں سورۃ احزاب کی آیت : صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا کے نزول سے پہلے محمول کیا جائے گا ۔
لیکن اس آیت کے نزول یعنی ۵ ہجری کے بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے استفسار پر درود کے الفاظ بھی بیان فرمادیۓ تو اب نماز میں سلام کے ساتھ صلوٰۃ (درود شریف) کا پڑھنا بھی ضروری ہوگیا ۔ چاہے وہ پہلا تشہد ہو یا دوسرا ۔ اس کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (بعض دفعہ) رات کو ۹ رکعات ادا فرماتے ، آٹھویں رکعت میں تشہد بیٹھتے تو اس میں اپنے رب سے دعا کرتے اور اس کے پیغمبر پر درود پڑھتے ، پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہوجاتے اور نویں رکعت پوری کرکے تشہد میں بیٹھتے تو اپنے رب سے دعا کرتے اور اس کے پیغمبر پر درود پڑھتے اور پھر دعا کرتے ، پھر سلام پھیر دیتے ۔ (السنن الکبریٰ ، للبیھقی ، ج : ۲ ، ص : ۷۰۴ ، طبع جدید سنن نسائی مع التعلیقات السلفیہ ، کتاب قیام اللیل ، ج : ۱ ، ص : ۲۰۲ ، مزید ملاحظہ ہو : صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ للالبانی ، ص : ۱۴۵)

اس میں بالکل صراحت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رات کی نماز میں پہلے اور آخری دونوں تشہد میں درود پڑھا ہے ۔ یہ اگرچہ نفلی نماز کا واقعہ ہے ۔ لیکن مذکورہ عمومی دلائل کی آپ کے اس عمل سے تائید ہوجاتی ہے ۔ اس لیے اسے صرف نفلی نماز تک محدود کردینا صحیح نہیں ہوگا ۔ (تفسیر احسن البیان ، سورۃ الاحزاب 56 کا حاشیہ)
اگر کوئی شخص تشہد کے بعد دعا کرنا چاہے تو بھی جائز ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جب تم دو رکعت پر بیٹھو تو التحیات کے بعد جو دعا زیادہ پسند ہو وہ کرو ۔'' (سنن نسائی : 1163)
اور دعا سے پہلے درود پڑھنا چاہیے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک آدمی نماز میں دعا کررہا تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''اس نے جلدی کی نماز میں پہلے اللہ کی تعریف کرو ، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو ، پھر دعا کرو ۔'' (ابوداؤد ابواب الوتر باب الدعاء حدیث : ۱۴۸۱ اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے ۔)
لہذا درمیانی تشہد میں تشہد کے بعد درود اور دعا بھی کی جاسکتی ہے ۔ [نمازِ نبویؐ ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ڈاکٹر سید شفیق الرحمن حفظہ اللہ]
صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں نے ... تشہد میں ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو جان لیا ، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتائیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کس طرح بھیجیں ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یا دوسرے تشہد کی قید کے بغیر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ...'' [الحدیث] کہا کرو ۔ پس اس حدیث میں پہلے تشہد میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے مشروعیت پر دلیل موجود ہے ، امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے ، انہوں نے کتاب الام میں اس کی صراحت کی ہے ۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے مجموعہ (۳ ۴۶۰) میں لکھا ہے کہ شافعیہ کے یہاں یہی صحیح ہے ۔ اور روضہ (۱ ۲۶۳) میں اسی کو اظہر قرار دیا ہے ، اور ابن رجب نے طبقات
الحنابلہ (۱ ۲۸۰) میں اسے وزیر ابن ہبیرہ حنبلی کا مذہب مختار بتایا ہے ، اور ابن رجب نے خود بھی اس سے اپنی رضا کا اظہار کیا ہے ۔ تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ، مگر ان میں سے کسی ایک حدیث میں بھی درود کے دوسرے تشہد کے ساتھ خاص ہونے کا ذکر نہیں ، بلکہ ساری حدیثیں عام ہیں ۔ جو دونوں تشہد کو شامل ہیں ۔ پہلے تشہد میں درود پڑھنے سے روکنے والوں کے پاس کوئی ایسی صحیح دلیل نہیں ہے ۔ جو حجت بن سکے ، اسی طرح جو لوگ تشہد اول میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے وقت ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' سے زیادہ کچھ کہنا مکروہ سمجھتے ہیں ان کے پاس بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دلیل نہیں ، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ جس نے صرف ''اللھم صل علی محمد'' کہنے پر اکتفا کیا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سابق ((قُوْلُوْا : اللھمّ صلی علی محمد و علی آل محمد ... الخ)) کی بجا آوری نہیں کی ۔ (صفۃ صلاۃ النبی اردو محمد ناصر الدین البانی : ص 229)

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الصلاۃ جلد 1

محدث فتویٰ